

القاعدہ کا دوسرا روپ

کامل طویل

ترجمہ: تو قیر عباس

مشعل بکس

آر ابی 5، سینٹ فلور، عمومی کمپلیکس

عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600، پاکستان

القاعدہ کا دوسرا روپ

کامل طویل

ترجمہ: تو قیر عباس

کاپی رائٹ اردو © 2014 مشعل بکس

کاپی رائٹ انگریزی © 2010 الحیات

ناشر: مشعل بکس

آر/ب/5، سینئر فلور،

عوامی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن،

لاہور/54600، پاکستان

فون و فیکس: 042-35866859

Email: mashbks@brain.net.pk
<http://www.mashalbooks.org>

فہرست

5.....	مصنف کا تعارف.....
7.....	خلاصہ.....
9.....	الحیات کا تعارف.....
1.....	۱۔ افغانستان پر حملہ رونے کے لئے القاعدہ کی انسانی تباہی کے ہتھیاروں کی تلاش.....13
21.....	۲۔ افغانستان میں عربوں کی جنگ اور القاعدہ کا کابل کے دفاع کے لئے جنگجو نہ بھینا.....21
37.....	۳۔ عراق میں جہاد کی تباہی.....37
39.....	۴۔ القاعدہ مصر کی سر زمین پر ایک منصوبہ جو شروع ہونے سے پہلے نا کام ہوا.....39
47.....	۵۔ سلفی گروپ کی جنگ کے لئے پکارنے القاعدہ کی گرفت ڈھیلی کرنے میں مدد کی.....47
55.....	۶۔ افغانستان میں برتری رکھنے والی القاعدہ کی افغانستان میں جنگ کو عالیٰ جہاد کی طرف لے جانے کی کوشش.....55

MashalBooks.org

مصنف کا تعارف

تحریر: مریم الحبیبی، مصطفیٰ ابوالحمال

ستمبر 2001ء کے حملوں کے بعد اس سے پہلے اور اس عرصے میں القاعدہ کے بارے میں یہ تفصیل عوام کے علم میں اضافہ کرتی ہے کہ القاعدہ نے یہ حملے، کیسے اور کیوں کئے؟ اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان حملوں کے فوری انجام اور اثرات پر کیا عمل ظاہر کیا۔ مثال کے طور یہ تفصیل کئی سوالوں پر روشی ڈالتی ہے: القاعدہ کے رہنماؤں وقت کیا سوچ رہے تھے جب انہوں نے 11 ستمبر 2001ء میں ولڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کئے؟ امریکی رو عمل کے بارے میں ان کی کیا توقعات تھیں؟ القاعدہ اور طالبان کے درمیان جگہتے کی نوعیت کیا تھی؟ امریکی حملے کے خلاف القاعدہ نے لڑائی کیوں جاری رکھنے کا فیصلہ کیا جب طالبان نے اپنی جگہیں چھوڑ دی تھیں اور کابل و قندھار کی جنگوں سے بھاگ گئے؟۔ ان مضمایں میں القاعدہ کی عراق، مصر، لبنان اور جنوبی افریقہ میں جنگی حکمت عملی پر روشی ڈالی گئی۔ فقید الشال مضمایں کا یہ سلسلہ ان لوگوں کے لئے نا گزیر ذریعہ ہے جو القاعدہ کے بارے میں بہتر فہم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

القاعدہ کے بارے میں عوامی فہم کو وسعت دینے میں مدد کرنے کے ساتھ، یہ مضمایں جو Quilliam اور Al-Hayat کے باہمی تعاون کی پیشکش اور پیداوار ہیں، القاعدہ کے مخالفین کو ایسے ذرائع مہیا کرتے ہیں جن کی مدد سے وہ القاعدہ کے پرائیگنڈز، یہاں تھاریر اور ذاتی نمائندگی کا جواب دے سکتے ہیں اور ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ معتبر اور آنکھوں دیکھنے احوال کی یہ تفصیلات عوام کو القاعدہ کے قائم شدہ تصور کی تردید پر مجبور کرتی ہیں جو

اس کے بارے میں قائم ہے کہ یہ تنظیم بہت منظم اور فکری سطح پر متعدد اور یکتا ہے۔ اس کے بجائے یہ مضامین القاعدہ کی تصویر کشی غیر منظم، لاپرواہ اور بے ترتیب تنظیم کے طور پر کرتے ہیں۔ ایسی تنظیم جو اپنے ارکان، اپنے اتحادی دھڑوں اور اپنے بنیادی اتحادیوں کے ساتھ پیرا در دشمنی کرتی ہے۔ یہ مضامین، اسماءہ بن لاون کی القاعدہ کی ذاتی نمائندگی اور اس کی ذاتی خدمت کی بھی تردید کرتے ہیں۔ اس کے بجائے وہ اسے ایسے شخص کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کے جنگی حکمتِ عملی کی بہت کم دانش ہے اور وہ اپنے پیروکاروں کو بھی شرمسار کرتا ہے بلکہ ملاعمر کو بھی شرمسار کیا جس سے اس نے وفاداری اور اتحادی بیعت کی تھی۔ اس کے برعکس تحریک طالبان جسے ان مضامین میں یوں ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ عرب جہادیوں کی نسبت، سیاسی اور عسکری طور پر زیادہ قابلیت کی حامل تھی۔ باوجود اس کے کہ طالبان رہنماؤں نے اس نقصان کے بارے میں غلط اندازہ قائم کیا جو انھیں القاعدہ سے تعلق کی وجہ سے پہنچ سکتا تھا۔

یہ کتاب *The Other Face Of Al-Qaeda* پا لیسی میکرز، اداروں کی سطح پر، صحافیوں اور دوسرے لوگوں کے لئے کلیدی ذریعہ ہے جو القاعدہ کو بہتر طور پر سمجھنا چاہتے ہیں یا وہ لوگ جو القاعدہ قسم کی تنظیم کو کوئی اعزاز نہ دینے کے لئے ان کے لئے جوابی تحریک لکھنا چاہتے ہیں۔

خلاصہ

اکتوبر 2010ء میں عربی زبان کے اخبار الحیات Al-Hayat نے القاعدہ کے حوالے سے چھ حصوں پر مشتمل اہم مضمون شائع کیا اسے عرب کے مشہور صحافی Camille Tawil نے تحریر کیا جسے بینٹمن نے بنیادی معلومات دیں جو لیبیا کا سابقہ جہادی رہنماء اور اب Quilliam کا سینئر تجزیہ کار ہے یہ دستاویز الحیات کے اس مضمون کا ترجمہ ہے جسے Quilliam نے نومبر 2010ء میں شائع کیا۔

الحیات کا تعارف

چھ مضامین کے سلسلے کا یہ پہلا مضمون ہے جسے صحافی کامل طویل نے تحریر کیا ہے۔ اور احیات کے جریدے میں شائع ہوا تھا۔ تمام مضامین القاعدہ کا وہ رخ دکھاتے ہیں جس سے تمام دنیا کے دونوں فریق اس کے جمیتی اور اس کے مخالف بخوبی آشنا ہیں۔ ان مضامین کا مقصد اس تنظیم کا گہرائی میں جا کر جائزہ لینا ہے اور اس پر روشنی ڈالتا ہے، جسے اسماء بن لادن نے 1985ء کی دہائی کے آخر میں افغانستان اور پاکستان کی سرحدوں میں قائم کیا۔ یقینی طور پر کئی لوگ اس سے اتفاق کریں گے کہ اس تنظیم پر احتیاط سے غور کرنے اور اس کے اعمال اور کاموں کا جائزہ لینے کی سخت اہم ضرورت ہے۔ کیا وہ مسلم کاز کے دفاع کے مقاصد کو پر خلوص طریقے سے پورا کر چکے ہیں، کیا القاعدہ کے خلافیں یہ دلیل دینے میں حق بجانب ہیں کہ تمام لوگوں نے ایک مخالفہ انجمام تک پہنچنے میں حصہ لیا؟

درج ذیل باتوں کا مطالعہ، القاعدہ کے خلافیں اور اس کے جمیتیوں کے ساتھ ساتھ ان کو بھی لازمی طور پر کرنا چاہیے جو ابھی تک تذبذب کا شکار ہیں کہ انہیں القاعدہ کی حمایت کرنی چاہیے یا مخالفت۔ یہ مطالعاتی مضمون اصل میں 11 ستمبر 2001ء میں واشنگٹن اور نیو یارک پر حملوں سے لے کر اب تک القاعدہ کے تمام کاموں اور اعمال کی چیزیں چھڑا ہے۔ اپنی کتاب ”Al-Qaeda and its sisters“، جو 2007ء میں شائع ہوئی اور حالیہ شائع ہونے والی کتاب ”Brothers in Arms“ میں تغیر و ترقی اور اس کے عرب جہادی دھڑوں سے 1990ء کی دہائی میں قائم ہونے والے تعلقات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں مصنف، دنیا کے مختلف

حصوں میں قائم ہونے والی شاخوں کی مادر ”القاعدہ“ کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ تقابل کے طور پر، تاریخ وار مطالعہ القاعدہ کی ستمبر 2001ء میں ہونے والے حملوں کی تیاری کا منظر اور اس کی ابتداء سے لے کر افغان-پاک سرحدوں کے درمیان قبائلی علاقوں میں اس کے خاتمے اور موجودہ حالت کا احاطہ کرتا ہے۔

قارئین کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ القاعدہ کو معلوم تھا کہ 9/11 حملوں کے نتیجے میں افغانستان پر امریکہ جوabi حملہ کرے گا۔ جیران کن بات جو سامنے آئی وہ یہ حقیقت تھی کہ امریکی سپاہیوں سے زمینی جنگ لڑی جانی تھی۔ اسمام بن لادن سے غلطی ہوئی کہ اس نے فرض کر لیا کہ ”بزدل“ امریکی جنگ نہیں لڑیں گے۔ قارئین یہ بھی جان لیں گے کہ القاعدہ کا ملٹری کمانڈر محمد عاطف (ابو حفص المری) انسانی تباہی کے ہتھیاروں (کیمیکل نیولکلیاری پیالوجیکل) کی تلاش کر رہا تھا جنہیں وہ دفاعی ہتھیار کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں، جن کی مدد سے وہ امریکیوں کو افغانستان پر بمباری کرنے سے اور طالبان حکومت اکھاڑ پھینکنے سے باز رکھ سکتے تھے۔ اس مضمون میں وہ اختلافات بھی ظاہر ہوتے ہیں جو اسمام بن لادن اور القاعدہ میں موجود اس کے مخالفین اور دیگر جہادی دھڑکوں کے درمیان ظاہر ہوئے تھے۔ ان کی لڑائی کی اصل وجہ 2001ء کے حملوں کی قانونی حیثیت سے متعلق تھی، جس کے خلاف کئی دھڑکے احتجاج کر رہے تھے کہ ان لوگوں نے طالبان رہنمایاً عمر کی ہدایت کی خلاف ورزی کی ہے، جس سے اسمام بن لادن نے الماق کیا تھا۔ اس سے اگلی روپریش ان حقائق کو عیاں کرتی ہیں جو افغانستان میں عربوں نے کلیدی جنگ لڑی تھی۔ خاص طور پر کابل، قندھار ایسپورٹ کمپاؤنڈ اور توابورا میں جو جنگیں لڑی گئی تھیں، القاعدہ نے کابل میں لڑی جانے والی جنگ میں حصہ لینے کا وعدہ کیا تھا لیکن کسی ایک شخص کو افغانی دارالحکومت کے دفاع کے لیے نہ بھیجا۔ قندھار میں القاعدہ کے رہنمای سيف العدیل نے بہت فاصلے پرہ کر جنگ لڑی۔ اس کے تمام احکامات اور ہدایات فقط قندھار ایسپورٹ کے کمپاؤنڈ کے دفاع کے لیے تھیں جنہیں واکی ٹاکی کے ذریعے جنگجوؤں تک پہنچایا گیا۔ بعد میں یہ ثابت ہوا کہ عسکری اور جنگی نظمہ نظر سے یہ بات ناممکن تھی کہ ایک ایسی جگہ کا دفاع ناممکن تھا جب جنگجوؤں کے پاس کوئی مناسب فضائی دفاع کا نظام نہیں تھا، جو امریکی جہازوں کو وہاں آنے سے روک سکتا۔ امریکیوں نے قندھار ایسپورٹ کمپاؤنڈ پر بمباری کی جس میں عربوں نے مورچہ بندی کر رکھی تھی۔ اور تمام لوگوں کو قتل کر

دیا۔ جہاں تک تو رابورا کی جنگ کا تعلق ہے اس میں اسماء بن لادن ذاتی طور پر شریک تھا۔ اس میں عربوں کا جنگی روایہ خطے کی آبادی کے لیے تفحیک کا باعث بن گیا۔ افغان لوگوں نے ان عرب مخبوط الحواس لوگوں کا تمثیر اڑایا۔ جو سپنگر کے بر قافی پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ یہ لوگ شدید سردی میں امریکی اور برطانوی پیشل فورس کے سامنے مزاحمت نہ کر سکے، جن کی مدد مقامی جنگی سرداروں کے ہزاروں و فادار لڑاکا بھی کر رہے تھے۔

یہ تمام باتیں باوثوق ذرائع سے پہلی بار سامنے آئی ہیں۔ ان کی تفصیلات مہیا کرنے والا Libyan Islamic Fighting Group (LIFG) کا سابقہ سینئر رہنمای عمان بینومن ہے جواب برطانوی تھنک ٹینک Quilliam کا سینئر تجویہ کار، (جنگی ذرائع ابلاغ) ہے جو کسی بھی انتہا پسندی سے نہیں کے لیے کام کرتا ہے۔ بینومن از سر نواساما بن لادن اور اس کے ملٹری کمانڈر ابو حفص المرسی کے ساتھ افغانستان میں ہونے والی ملاقاتوں کا تفصیلی احوال پیان کرتا ہے۔ اور جہادی رہنماؤں کے ساتھ معاملات طے کرنے کی تفصیل بھی پیان کرتا ہے، جو امریکی حملہ شروع ہونے سے پہلے افغانستان اس نیت سے چھوڑ گئے کہ وہ بعد میں تحریک طالبان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کے لیے واپس آئیں گے۔ ان میں اہم ترین رہنمای ابوالیث اللہی بھی تھا (جس کے ساتھ اس کا رابطہ پاکستان میں ہوا تھا) جس نے 2007ء میں باقاعدہ طور پر (LIFG) کے کافی اراکین کے ساتھ القاعدہ میں شویلت اختیار کی تھی۔

بینومن، عرب دنیا میں القاعدہ سے متعلق دیگر سازشی تفصیلات بھی پیمان کرتا ہے۔ وہ عراقی شاخ کی بات بھی کرتا ہے جس کی بنیاد ابو مصعب الزرقاوی نے رکھی تھی۔ وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کس طرح مؤخر الذکر نے القاعدہ میں شویلت اختیار کی اور کس طرح پہنچیم اسے خود میں ضم کرنے میں ناکام رہی۔ جس کے نتیجے میں عرب مشرق میں القاعدہ کو توسعہ دینے کا منصوبہ مکمل طور پر ناکام ہو گیا۔ مثال کے طور پر بینومن اس بات کا اکشاف کرتا ہے کہ القاعدہ عراق میں آنے والے جہادیوں کے کشڑوں میں تھی۔ کیونکہ شامی سرحد کے ساتھ پائچ گزر گاہوں پر اس کا مکمل تسلط تھا جہاں سے عرب رضا کار گزر کر عراق میں داخل ہوتے تھے۔ اس تفصیل میں القاعدہ کی اس کوشش کا بیان بھی ہے کہ کس طرح القاعدہ نے مصر میں شاخ قائم کرنے کی کوشش کی اور یہ کام محمد خلیل الحکیمہ کے سپرد کیا گیا، جو جماعت اسلامی کا کرن تھا۔ (1)

بینومن پاک- افغان سرحدی علاقوں خاص طور پر شمالی وزیرستان میں القاعدہ کی پوزیشن کے بارے میں دلچسپ اطلاعات دیتا ہے۔ شمالی وزیرستان کے بارے میں اس بات پر بہت حد تک یقین کیا جاتا ہے کہ القاعدہ کی موجودہ قیادت وہاں ٹھہری ہوئی ہے اور اس کی حفاظت تحریک طالبان (تحریک طالبان پاکستان، پاکستانی طالبان برائج) اور حقانی نیٹ ورک کر رہا ہے۔ (حقانی نیٹ ورک کا تعلق افغان طالبان سے ہے)۔ وہ افغانستان میں القاعدہ ارکان کے ذریعے اپنی وزیرستان میں موجود قیادت کو جنگی محاذوں سے بھی جانے والی معلومات بھی آشکار کرتا ہے۔ ان اطلاعات میں ان مجاہدوں کا جائزہ بھی شامل ہے جنہیں القاعدہ نے دو حصوں میں تقسیم کیا تھا، وہ حصے جہاں طالبان لڑ رہے تھے اور وہ حصے جہاں الانصار لڑ رہے تھے۔ مجاہدین کے یہ وہ دھڑے تھے جو امریکہ اور افغان حکومت کے خلاف لڑ رہے تھے۔ لیکن طالبان کے ارکان نہ تھے۔ بینومن پہلی بار 313 بیالین کے بارے میں بھی تفصیل سے وضاحت کرتا ہے، جو القاعدہ کو ہر قسم کے آپریشن کے لیے وزیرستان سے ہدایات دیتی ہے۔ اور اس کا سربراہ الیاس کشمیری ہے۔ بیالین 313 کے بارے میں یہ شکوک پائے جاتے ہیں کہ یہ اندر وہن پاکستان اور کئی مغربی ممالک میں بہت سی سازشوں میں ملوث ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ بینومن کی بہت سی باتیں تنازع کا باعث بنیں گی۔ القاعدہ کے حمایتی ان باتوں پر بہت تنقید کریں گے۔ القاعدہ، جس کی مخالفت آج بینومن کھلے عام کرتا ہے۔ تاہم میں یقین کرتا ہوں کہ یہ تجزیاتی مطالعہ اس موضوع پر بہت اہم کام شمار ہو گا۔ اگر لکھاری ان بیانات کو شائع کرتا ہے جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کہ القاعدہ تنظیم کو مختلف زاویوں سے دیکھنے اور پر کھنے کی کوشش ہے۔ کیونکہ ان بیانات میں ذاتی پس منظر بھی ہے اور یہ LIFG کے سابق رکن کی برآہ راست گفتگو ہے جس نے ان لوگوں کے ساتھ برآہ راست جہاد میں شرکت کی یا ان قیادت کنندگان اداکاروں کے ساتھ برآہ راست رابطے میں تھا۔ اس روپوں کا مقصد اہم مواد اور جہاں تک ممکن ہو تھوڑا سا معروضی تحریک بھی مہیا کرنا ہے تاکہ قاری خود اس موضوع پر اپنازہن تیار کر سکے۔

افغانستان پر حملہ رکنے کے لیے القاعدہ کی انسانی تباہی کے ہتھیاروں کی تلاش

2000ء کے موسم گرم میں القاعدہ جہاں نبیارک اور دلکشیں پر حملوں کی منصوبہ بنی اور تیاریوں کو مکمل کر رہی تھی وہاں یہ تنظیم امریکہ کے جوابی عمل پر بھی غور کر رہی تھی۔ اسماء بن لادن بے شک اس بات سے آگاہ تھا کہ منصوبہ بنی اے کے ساتھ یہ حملے افغانستان پر تباہ کن نتائج اور اثرات مرتب کریں گے۔

تنظیم کو اپنے جنگجوؤں سے زیادہ سردار اور دچپی نہیں تھی جو تنظیم کے اندازے کے مطابق یہ جنگجو اپنی جگہیں فوراً چھوڑ دیں گے جب بھی انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اپنے کیمپ اور آبادی والے علاقے چھوڑ کر بہت دور دراز علاقوں میں منتشر ہو جائیں گے، اگر ریاست ہائے متحده امریکہ انگو اشده طیاروں کے حملوں کا جوابی عمل افغانستان میں سویا چند سو کروز میزائل مار کر رہتا ہے۔ جس طرح نیر و بی اور دارالسلام میں امریکی سفارت خانے اڑانے کے عمل میں امریکہ نے اگست 1988ء میں کیا تھا۔ اس وقت بھی القاعدہ رہنماؤں نے اپنے کمپ چھوڑ دیئے تھے اور افغانستان کے دور دراز علاقوں میں پھیل گئے تھے، جب تک کہ یہ طوفان تھم نہیں گیا۔ امریکی انتظامیہ صدر بل کلنٹن کے مونیکا لینسکی کے ساتھ جنسی سکینڈل میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس

وقت انتظامیہ نے خود کو چند کروز میزانوں کے حملے تک محدود رکھا۔ اور مشرقی افغانستان میں القاعدہ کے چند منتخب مرکز پر حملے کیے تھے۔ القاعدہ پر یہ حملہ اچانک نہیں تھا جس سے بہت ہلا نقصان ہوا۔

القاعدہ رہنماء 2000ء میں یہ بات جان گئے تھے کہ نیویارک اور واشنگٹن پر منصوبے کے مطابق حملے ہو گئے تو اس وقت امریکہ پر جو ابی سخت حملے کرنے کے لیے زیادہ دباؤ ہو گا۔ یہ حقیقت بھی مدنظر رہے کہ یہ رہنماء اپنی ذاتی حفاظت سے کوئی سر و کار نہیں رکھتے تھے۔ وچھپی کا اصل مسئلہ طالبان حکومت تھی جس کی حفاظت میں القاعدہ رہ رہی تھی، جس کے رہنماء مال عمر کے لیے اسامہ بن لادن الحق کی قسم کھا چکا تھا۔

اسامہ بن لادن جانتا تھا کہ امریکہ طالبان حکومت، حکومت کے ادارے، ان خونی حملوں کے مجرموں کی میزبانی کے جرم میں تباہ کرنے کے قابل ہے، جن کی منصوبہ بندی افغانستان میں القاعدہ کے کمپوں میں ہوتی تھی۔ یہ وہ معاملہ تھا جس نے القاعدہ قیادت کو پریشان کر رکھا تھا کہ وہ امریکہ کو کیسے روک سکتے ہیں۔ طالبان کے مہمانوں کے کیسے کی سزا طالبان کو نہ دیں؟

انسانی تباہی کے تھیمار

یہ بہت فطری بات تھی کہ القاعدہ کا ملٹری کمانڈر اور اسامہ بن لادن اور ایکن الظواہری (مصری جماعت الجہاد کا سربراہ) کے بعد تنظیم کا تیسرا بڑا رکن ہونے کی وجہ سے محمد عاطف (ابو حفص الامصری) کو امریکہ کے مکنہ عمل سے نہیں کام سونپا گیا۔ لیسیا کے مشہور اسلام پسند اور کارکن نعمان بیتومن کے مطابق، اس کی، محمد عاطف سے اس وقت لبے وقت کے لیے ملاقاتیں ہوئیں جب القاعدہ حملوں کی تیاری کر رہی تھی۔ عاطف نے امریکہ کے عمل کے مکنہ خطرات اور افغانستان اور اس کے لوگوں کے لیے خطرناک نتائج پر غور کیا۔ بیتومن جو FGFL کا سابقہ ہے نہیں تھا، وہ محمد عاطف، اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے بہت سے رہنماؤں سے 2000ء کے موسم گرامیں (ستمبر کے حملوں سے ایک سال پہلے) قفارہ میں ہونے والے اجلاسوں میں مسلسل ملتا رہا۔ وہ اس بات کا انکشاف کرتا ہے کہ مصری ابو حفص الکمانڈان (2) نے اس کے اور دیگر سامعین کے سامنے اس بات کا اعلان کیا کہ تنظیم ایک ایسے تھیمار کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے جس کے

ڈر سے امریکی حکومت طالبان حکومت پر حملہ کرنے سے پیشتر دوبار سوچے گی۔ محمد عاطف اس قسم کا انسانی تباہی کا ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ چاہے وہ نیوکیسر، کیمیکل یا بیاوجیکل ہو جس سے ریاست ہائے متحدہ کے ساتھ دہشت گردی میں توازن قائم ہو سکے۔

یہ کوئی پہلا موقع نہیں تھا کہ القاعدہ کی انسانی تباہی کے ہتھیار کی خبر ظاہر ہوئی تھی۔ یہ بات بڑے پیمانے پر سب کو معلوم ہو چکی ہے کہ القاعدہ نے 1990ء میں سودان میں جنوبی افریقہ radioactive nuclear-rocks ریڈ یا یکٹیو نیوکلیسر راڑز (یورینیم) خریدنے کی کوشش کی تھی۔ جو ایسی ری ایکٹریز میں موجود تھا۔ اس کام کے لیے القاعدہ نے ایک سودانی افسر کو پیسے بھی دیئے تھے، جو ریڈ یا یکٹیو میٹریل حاصل کر سکتا تھا (3)۔ 1990ء میں اس قسم کی خبریں احمد سلامہ مبروک Ahmad Salama Mabrook (پہلا گان) سے بھی منسوب کی گئی تھیں (جومصری جماعت اجہاد کا رہنمای تھا جسے آذربائیجان سے پکڑ کر مصر کے حوالے کیا گیا تھا جہاں اس پر مقدمہ چلا یا گیا)۔ اس نے بھی اس قسم کے اشارے دیے تھے کہ القاعدہ ایک ایسے آپریشن کی تیاری کر رہی ہے جس میں غیر راویتی ہتھیاروں کا استعمال ہو گا۔ ۱۱ ستمبر کے حملوں کے بعد تفتیشوں سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ القاعدہ نیویارک میں ولڈ ٹریڈسٹری اور واشنگٹن کے قریب منشی آف ڈیپنس (پہلا گان) پر حملہ کرنے کے بجائے، نیوکیسری ایکٹر پر حملہ کرنے پر غور کر رہی تھی۔ 2001ء میں کابل پر حملے کے نتیجے میں تیزی سے نکلنے کی وجہ سے ایمن الظواہری کے ملنے والے کمپیوٹر سے جو اطلاع موصول ہوئی اس سے عیاں ہوتا تھا کہ بن لادن کی تنظیم، بیاوجیکل ہتھیار استعمال کرنے کے امکان پر بھی غور کر چکی تھی اور اس کا مطالعہ بھی کر چکی تھی۔ بعد میں اس بات کی صدقیق بھی ہو گئی۔ جلال آباد (دارونتا) میں القاعدہ کے کمپ سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہاں بیاوجیکل اور کیمیائی ہتھیاروں کے جنگی ٹیکسٹ کئے گئے تھے، جو مدت مری السید (ابوالخباب المرسی) کی نگرانی میں ہوئے تھے۔ یہ شخص 2008ء میں وزیرستان میں امریکی حملے میں مارا گیا تھا۔

یہ بات بھی بڑے پیمانے پر سب کو معلوم ہو چکی ہے کہ بن لادن نے انسانی تباہی کے ہتھیاروں کے حصوں میں بہت مددی۔ اس نے اپنی اس رائے کا ایک سے زیادہ بار عوامی سطح پر اظہار کیا کہ ریاست سے دور ہونے کے باوجود یہ ایک اسلامی فرض ہے۔ (4) روک تھام کے ہتھیار، چاہے وہ نیوکیسر، بیاوجیکل یا کیمیائی ہوں، وہ امریکہ کو مقشدا نہ طریقے سے جوابی کارروائی

سے روکیں گے اور طالبان کو جو کام انہوں نے نہیں کیا، اس کی قیمت نہیں چکانی پڑے گی۔

بینومن (ابو محمد الیبی) بیان کرتا ہے کہ یہ بات مجھ پر واضح ہو چکی تھی کہ القاعدہ رہنماؤں میں کسی بھی قسم کے تعلق کا فتدان تھا، جو 11 ستمبر کے حملوں کی ابتدائی تیاریوں اور امریکہ کے خلاف جنگ کرنے کے طریقے میں ہونا چاہیے تھا۔ ملا عمر طالبان قیادت کے ساتھ ساتھ پاکستانیوں اور بقیہ عربوں نے بھی القاعدہ پر بہت زور دیا۔ وہ سب امریکہ کے خلاف جنگ روکنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ (جو القاعدہ افغان سرزمین سے 1998ء سے یہودیوں اور صلیبوں کے خلاف انٹیشیل اسلامی فرنٹ فار چہاد کے قیام کے وقت سے لڑ رہی تھی۔) القاعدہ میں موجود رہنماؤں نے امریکی ر عمل سے افغانستان کو بچانے کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی۔ جو میں جانتا ہوں اور جو میں دیکھ چکا ہوں (2000ء کے موسم گرم میں قढھار میں ہونے والے بدنام اجلاسوں میں حصہ لے کر جو ایک ہفتہ سے زیادہ دن تک ہوتے رہے) وہ یہ بات ہے کہ القاعدہ کا اصلی دھڑا جس میں اسامہ بن لادن بھی شامل ہے، سمجھتا تھا کہ امریکی فوجیں زمینی جنگ شروع نہیں کریں گی اور دو بد نہیں لڑیں گی۔ یہ القاعدہ کا خیال تھا اس وقت جب یہ 1996ء میں (سوڈان سے) افغانستان لوٹ کر آئے تھے۔ ان کے نزدیک یہ تصور کہ افغانستان میں امریکی فورسز اپنی موجودگی کو برقرار رکھیں گی، بعد از سوچ تھا۔ اسامہ بن لادن کے نزدیک امریکی ”بزدل“ تھے، اس کے اپنے الفاظ تھے: ”هم نے انہیں صومالیہ میں آزمایا اور وہ صرف کاغذی شیر ثابت ہوئے۔“ (وہ یہاں ان میرینز کا حوالہ دے رہا تھا جو 1993ء میں موگادیشو میں آپریشن ری سٹور ہوپ ”Operation Restore Hope“ میں شامل تھے)۔ اسامہ بن لادن اس بات پر ایمان کی حد تک یقین رکھتا تھا کہ بھاگنے کا عمل امریکیوں کی فطرت میں تھا۔ القاعدہ رہنماؤں کا ایک دھڑا جو ابو الحسن کی سربراہی میں کام کرتا تھا، اس کا خیال تھا کہ امریکہ پر حملے شروع کرنے سے پہلے حفاظتی اور جوابی حملے کے تھیا رکھنے کا حصول ناگزیر تھا، تاکہ جوابی حملے کی شدت کو کم کیا جاسکے۔